قرآن میں حذف اور اُس کی اقسام

حافظ محمد زبیر ☆

یہ مضمون امام سیوطیؒ کی کتاب 'الاتقان'' اور امام زرکشیؒ کی کتاب ''البرھان'' سے ماخوذ ہے۔

لغت میں حذف کا معنیٰ 'گرا دینا' ہے جبکہ اس کی اصطلاحی تعریف امام زرکشیؒ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

اسقاط جزء الکلام أو کله لدلیل

''کسی دلیل کی وجہ سے کلام کے ایک حصے یا کُل کلام کو ہی گرا دینا حذف کہلاتا ہے''۔

کلام میں اصلاً حذف نہیں ہوتا' اس لیے اگر کسی کلام میں حذف کے ہونے اور نہ ہونے' دونوں کا امکان برابر کی سطح پر موجود ہو تو پھر اس کلام میں حذف کو نہ ماننا بہتر ہے۔ اسی طرح اگر کسی کلام میں قلیل اور کثیر' دونوں طرح کے محذوفات ممکن ہوں تو اس صورت میں قلیل محذوفات پر کلام کو محمول کیا جائے گا۔

حذف کے دلائل

حذف نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی دلیل ہو جو اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہو کہ اس جگہ کلام میں کچھ محذوف ہے۔ بعض اوقات دلیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر محذوف 'مطلق' ہے اور بعض اوقات دلیل سے محذوفِ 'متعین' کی طرف اشارہ ہو رہا ہوتا ہے۔ کسی کلام میں محذوف کی موجودگی کو معلوم کرنے کے لیے کئی دلائل ہیں:

۱) عقل اس بات کی طرف رہنمائی کرے کہ یہاں کلام میں کچھ محذوف ہے' اور جب تک وہ محذوف نہ بیان کیا جائے اُس وقت تک اس کلام کا صحیح ہونا عقلاً محال ہو' مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆ ریسرچ فیلو' شعبہ تحقیق اسلامی' قرآن اکیڈمی لاہور

﴿وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ﴾ (یوسف:۸۲)

''اور آپ بستی (والوں) سے پوچھ لیں''۔

یہاں پر ہم کچھ نہ کچھ محذوف مانیں گے' کیونکہ کسی ''جگہ'' کا کلام کرنا عقلاً محال ہے سوائے اس کے کہ کوئی معجزہ ہو۔ اس لیے 'اَلْقَرْيَةَ' سے پہلے 'اھل' محذوف نکالیں گے۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ میں ''والوں'' کا اضافہ کیا ہے۔

۲) عادتِ شرعیہ سے یہ بات معلوم ہو کہ یہاں کچھ محذوف ہے' مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ﴾ (النساء:۲۳)

''تمہارے اُوپر تمہاری ماؤں (سے نکاح) کو حرام کیا گیا ہے''۔

شریعت کا مقصود یہاں پر ذات کو حرام کرنا نہیں ہے' بلکہ اصل حرمت ایک مخصوص فعل کی ہے جو کہ اس ذات سے متعلق ہے' یعنی یہاں پر 'نکاح' کا لفظ محذوف ہے۔ بعض علماء نے یہ قاعدہ بھی بیان کیا ہے کہ حلت و حرمت کی نسبت اجسام کی طرف نہیں ہوتی بلکہ افعال کی طرف ہوتی ہے' یہاں پر بھی فعل 'نکاح' کو محذوف کر کے حرمت کی نسبت اس ذات کی طرف کر دی گئی جس سے وہ فعل متعلق تھا۔ چونکہ حلت و حرمت کا محل عقل دریافت نہیں کر سکتی اس لیے اس محذوف کا تعین عقل سے نہیں ہوا بلکہ بعض دوسرے دلائل شرعیہ سے معلوم ہوا کہ یہاں پر 'نکاح' کا فعل محذوف ہے' اسی لیے ہم نے ترجمے میں ''سے نکاح'' کا اضافہ کیا ہے۔

۳) بعض اوقات عرف و عادت اس بات کی دلیل ہوتے ہیں کہ یہاں کلام میں کچھ محذوف ہے۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا ﴾ (آل عمران: ۱۶۷)

''اگر ہم لڑائی (کی جگہ) کو جانتے ہوتے''۔

اس آیت میں قتال سے مراد قتال بذاتِ خود نہیں بلکہ مکانِ قتال مراد ہے' کیونکہ اس زمانے کے عرف و عادت میں قتال کا علم نہ ہونا ایک بہت بڑا عیب تھا' اس لیے منافقین کا کہنا یہ نہیں تھا کہ ہم قتال کی حقیقت کو نہیں جانتے' بلکہ وہ مکانِ قتال کی بات کر رہے تھے۔ قتال سے مکانِ قتال مراد لینے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ منافقین کا غزوۂ اُحد کے موقع پر مسلمانوں سے اختلاف مکانِ قتال میں ہوا تھا۔

۴) خود کوئی لفظ اس بات کی دلیل ہو کہ یہاں پر کچھ محذوف ہے۔ مثلاً:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

''(پڑھ) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان' رحم کرنے والا ہے''۔

یہ مکمل آیت مبارکہ جار' مجرور بن رہی ہے اور جار' مجرور جملے میں کسی نہ کسی سے متعلق ہوتا ہے' لہٰذا یہاں پر فعل یا اسم محذوف مانیں گے۔ مثلاً اِقْرَاْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

۵) بعض اوقات لغت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر کچھ محذوف ہے۔ مثلاً:

ضَرَبْتَ ''تو نے مارا''۔

یہ فعل چونکہ متعدی ہے اس لیے مفعول کا ہونا ضروری ہے' پس فعل متعدی کے ساتھ مفعول کے عدم ذکر کی صورت میں مفعول کو محذوف مانا جائے گا۔

۶) بعض اوقات قرآن کے ایک دوسرے مقام سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر کچھ محذوف ہے۔ مثلاً:

﴿لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ﴾ (الاحقاف:۳۵)

''نہیں وہ رہے سوائے دن کی ایک گھڑی کے' (یہ) پہنچانا ہے''۔

اس آیت میں 'بَلٰغٌ' سے پہلے 'ھٰذَا' محذوف ہے' جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ﴾ (ابرٰھیم:۵۲)

حذف کی اقسام

امام زرکشیؒ نے اپنی کتاب 'البرھان' میں حذف کی آٹھ اقسام کا تذکرہ کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی قسم : پہلی قسم 'اقتطاع' ہے' یعنی کسی کلمہ کے ایک حرف کا ذکر کر کے باقی حروف کو حذف کر دینا۔ مثلاً:

﴿وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾ (المائدة:٦)

''اور تم اپنے سروں (کے بعض حصے) کا مسح کرو''۔

اس آیت کے بارے میں بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ 'با' دراصل 'بَعْض' کا ایک حرف ہے اور بعض کے باقی حروف کو حذف کر دیا گیا ہے' لہٰذا 'با' سے مراد 'بَعْض' ہے' یعنی اپنے سر کے

بعض حصے کا مسح کرو۔

دوسری قسم : دوسری قسم 'اکتفاء' ہے۔ اس کا معنی ہے کہ کوئی مقام ایسی دو چیزوں کے ذکر کا تقاضا کرتا ہو جن میں تلازم اور ارتباط ہو' لیکن ان دونوں چیزوں کے ذکر کرنے کی بجائے ان میں سے ایک کے ذکر پر اکتفاء کیا جائے۔ مثلاً:

﴿بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ﴾ (آل عمران:٢٦)

''تیرے ہی ہاتھ میں تمام بھلائیں (اور برائیاں) ہیں''۔

حالانکہ خیر کے ساتھ ساتھ شر بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' اس لیے تقدیرِ عبارت یوں ہو گی: 'بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ'۔ صرف خیر کا ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ بندوں کو زیادہ مرغوب و مطلوب ہے۔ اسی طرح ﴿وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ﴾ (الانعام:١٣) سے مراد 'ما سكن و ما تحرك' ہے' اور صرف ''سکون'' کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ سکون اصل ہے اور حرکت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مخلوقات کی ایک بہت بڑی تعداد اکثر و بیشتر سکون کی حالت میں رہتی ہے' مثلاً جمادات وحیوانات وغیرہ۔ اسی طرح ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرة:٣) میں 'بِالْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ' مراد ہے' کیونکہ دونوں پر ایمان لانے کے بعد ایمان مکمل ہوتا ہے اور یہاں پر صرف غیب کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ دونوں میں سے غیب پر ایمان زیادہ ممدوح ہے۔ اسی طرح ﴿وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝﴾ (الصّٰفّٰت) سے مراد 'الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ' ہے اور صرف مشرق کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ دونوں سمتوں میں زیادہ مشہور مشرق ہے۔ اسی طرح ﴿لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ﴾ (البقرة:٢٧٣) سے مراد 'اِلْحَافًا وَغَيْرَ اِلْحَافٍ' ہے۔ اسی طرح ﴿مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ﴾ (آل عمران:١١٣) سے مراد 'اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ وَّاُخْرٰى غَيْرُ قَآئِمَةٍ' ہے۔ اسی طرح ﴿وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝﴾ (الانعام) سے مراد 'الْمُجْرِمِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ' ہے۔ ابن الانباری نے ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (البقرة) سے مراد 'لِلْمُتَّقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ' کہا ہے۔ اسی طرح ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ﴾ (البقرة:٢٨٥) سے مراد 'بَيْنَ اَحَدٍ وَّاَحَدٍ' ہے۔ اسی طرح ﴿ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ﴾ (الحدید:١٠) کے بعد 'وَمَنْ اَنْفَقَ بَعْدَهٗ وَقَاتَلَ' محذوف ہے۔ اسی طرح قول باری تعالیٰ ﴿وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝﴾ (النساء) میں 'فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ

جَمِیْعًا' سے پہلے 'وَمَنْ لَّا یَسْتَنْکِفُ وَلَا یَسْتَکْبِرُ' محذوف ہے' کیونکہ اگلی آیات میں دونوں گروہوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح ﴿اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ﴾ (النساء:۱۷۶) کے بعد 'وَلَا وَالِدٌ' محذوف ہے' کیونکہ اس کے بعد بہن کا حصہ نصف بتایا گیا' اور اگر باپ موجود ہو تو وہ بہن کے حصے کو ساقط کر دیتا ہے۔

تیسری قسم : تیسری قسم 'احتباک' کہلاتی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ کلام میں دو متقابل اکٹھے ہوں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا مقابل حذف کر دیا جائے۔ مثلاً:

﴿وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ﴾ (البقرة:۱۷۱)

''اور مثال (انبیاء اور) ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اُس شخص کی ہے جو پکارتا ہے (اور جس کو پکارا جاتا ہے)''۔

اس آیت مبارکہ کی تقدیر عبارت 'وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْكُفَّارِ كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ وَالَّذِیْ یُنْعَقُ بِهٖ' ہے۔ اوّل کلام میں 'اَلْاَنْبِیَاءُ' کو محذوف کر دیا گیا' کیونکہ اس پر کلام کے دوسرے حصے کے الفاظ 'اَلَّذِیْ یَنْعِقُ' دلالت کر رہے ہیں' جبکہ کلام کے دوسرے حصے سے 'اَلَّذِیْ یُنْعَقُ بِهٖ' کو حذف کر دیا گیا' کیونکہ کلام کے پہلے حصے کے الفاظ 'اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا' اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ اسی طرح ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰی كَافِرَةٌ﴾ (آل عمران:۱۳) بھی اسی کی مثال ہے جس کی تقدیر عبارت 'فِئَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰی كَافِرَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ' ہے۔ اسی طرح ﴿خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا﴾ (التوبة:۱۰۲) بھی اسی کی مثال ہے جس کی تقدیر عبارت 'خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا بِسَیِّئٍ وَاٰخَرَ سَیِّئًا بِصَالِحٍ' ہے۔

چوتھی قسم : چوتھی قسم یہ ہے کہ کوئی تمثیل بیان کرتے وقت بعد میں آنے والے کلام کے ایک جزء کو حذف کر دیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی فقیہہ یہ کہتا ہے:

اَلنَّبِیْذُ مُسْكِرٌ فَهُوَ حَرَامٌ

''نبیذ نشہ آور ہے (اور ہر نشہ آور حرام ہے) اس لیے وہ حرام ہے''۔

تو اس عبارت میں 'اَلنَّبِیْذُ مُسْكِرٌ' کے بعد 'وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ' محذوف ہے۔

پانچویں قسم : پانچویں قسم یہ ہے کہ کسی فعل سے دو چیزوں پر استدلال کیا جائے جبکہ حقیقت میں صرف ایک ہی چیز پر استدلال ممکن ہو' تو ایسی جگہ ایک اور فعل کو محذوف نکالیں

گے۔مثلاً:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ﴾ (الحشر:۹)

''اور جن لوگوں نے (ہجرت والے) گھر کو ٹھکانا بنایا اور (پختہ کیا) ایمان کو''۔

اس آیت مبارکہ میں 'اَلْاِيْمَانَ' سے پہلے 'اِعْتَقَدُوْا' کو محذوف مانیں گے۔ اسی طرح بعض علماء نے ﴿لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ﴾ (الحج: ٤٠) کو بھی اسی نوع میں شمار کیا ہے اور 'صَلَوٰتٌ' سے پہلے 'لَتُرِكَتْ' محذوف نکالا ہے' کیونکہ نمازیں گرائی نہیں جاتیں۔ اسی طرح ﴿لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ﴾ (البقرة:٢٣٣) میں 'مَوْلُوْدٌ' سے پہلے 'يُضَارَّ' محذوف ہوگا۔ اسی طرح ﴿فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَ كُمْ﴾ (یونس: ۷۱) میں 'شُرَكَآءَ كُمْ' سے پہلے 'وَادْعُوْا' محذوف ہے۔

چھٹی قسم: چھٹی قسم یہ ہے کہ کلام دو چیزوں کا متقاضی ہو جبکہ بیان صرف ایک چیز ہو۔مثلاً:

﴿فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى﴾ (طٰهٰ)

''پس تم دونوں کا ربّ کون ہے اے موسیٰؑ (اور ہارونؑ)؟''

اس آیت مبارکہ میں 'مُوْسٰى' کے بعد 'هٰرُوْنَ' محذوف ہے۔

ساتویں قسم: ساتویں قسم یہ ہے کہ دو چیزوں کا ذکر کیا جائے جبکہ ان کے بعد آنے والی ضمیر صرف ایک ہی چیز کی طرف لوٹائی جائے۔مثلاً:

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَاِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا﴾ (الجُمُعة:١١)

''اور جب وہ تجارت یا کھیل تماشے کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑے جاتے ہیں''۔

اس آیت مبارکہ میں 'تِجَارَةً' اور 'لَهْوًا' کا ذکر کرنے کے بعد 'اِلَيْهَا' میں صرف ایک ضمیر لوٹائی گئی ہے۔ اس آیت میں ضمیر بعید کی طرف لوٹائی گئی ہے' کیونکہ تجارت اصل ہے' جبکہ لَهْوٌ اس کی ایک قسم ہے۔ علامہ زمخشری نے اس آیت کی تقدیر عبارت یوں بیان کی ہے: 'وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً انْفَضُّوْا اِلَيْهَا اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا'۔ اسی طرح ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ٣٤) میں بھی 'هَا' کی ضمیر صرف چاندی کی طرف لوٹائی گئی ہے' کیونکہ چاندی کا ذکر قریب ہے۔ اسی طرح ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ﴾ (البقرة: ٤٥) اور ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

﴿وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ﴾ (الانفال: ۲۰) اور ﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْئًا﴾ (النساء: ۱۱۲) بھی اسی نوع کی مثالیں ہیں۔

آٹھویں قسم : آٹھویں قسم 'اختزال' ہے۔ یہ باب افتعال سے ہے' جس کا لغوی معنی 'درمیان کو کاٹنا' ہے' جبکہ بعد میں یہ لفظ اصطلاحاً ایک یا ایک سے زائد کلمات (اسم' فعل یا حرف) کے حذف پر بولا جانے لگا۔ اس کی کئی اقسام ہیں:

(i) مبتدأ کا حذف: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ﴾ (الکہف: ۲۲)

''وہ عنقریب کہیں گے (وہ) تین تھے اور اُن کا چوتھا اُن کا کتا تھا''۔

اس آیت میں 'ثَلَاثَةٌ' خبر ہے جس کا مبتدأ 'هُمْ' محذوف ہے۔ تقدیر عبارت 'هُمْ ثَلَاثَةٌ' ہے۔ اسی طرح ﴿بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ﴾ (الاحقاف: ۳۵) کے شروع میں مبتدأ 'هٰذَا' محذوف ہے۔ اور ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ (الانبیاء) میں 'عِبَادٌ' خبر ہے جس سے پہلے 'مبتدأ 'هُمْ' محذوف ہے۔ اسی طرح ﴿بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ﴾ (الحج: ۷۲) 'میں 'النار' خبر ہے جس سے پہلے مبتدأ 'هِيَ' محذوف ہے۔ اسی طرح ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا﴾ (النور: ۱) کے شروع میں مبتدأ 'هٰذِهٖ' محذوف ہے اور ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ﴾ (فُصّلت: ۴۶) میں 'فَلِنَفْسِهٖ' اور 'فَعَلَيْهَا' دونوں خبر ہیں جن کا مبتدأ محذوف ہے اور تقدیر عبارت 'مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَعَمَلُهٗ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَاَسَائَتُهٗ عَلَيْهَا' ہو گی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ﴾ (النساء: ۱۷۱) میں 'ثَلٰثَةٌ' خبر سے پہلے 'اٰلِهَتُنَا' مبتدأ محذوف ہے جبکہ ابن جنیؒ نے کہا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے: 'وَلَا تَقُوْلُوْا ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ' جیسا کہ ایک اور آیت میں ہے۔

(ii) خبر کا حذف: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ﴾ (الرعد: ۳۵)

''اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا سایہ (ہمیشہ رہنے والا ہے)''۔

اس آیت میں 'ظِلُّهَا' مبتدأ ہے اور اس کے بعد 'دَآئِمٌ' خبر محذوف ہے۔ اسی طرح آیت مبارکہ ﴿قَالُوْا لَا ضَيْرَ﴾ (الشُّعراء: ۵۰) میں لائے نفی جنس کی خبر محذوف ہے۔ علامہ زمخشری نے اس کی تقدیر عبارت یوں بیان کی ہے 'قَالُوْا لَا ضَيْرَ عَلَيْنَا فِيْ قَتْلِكَ'۔ آیت

مبارکہ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا﴾ (المائدۃ:۳۸) کے بارے میں 'سیبویہ' نے کہا ہے کہ اس کی خبر محذوف ہے اور تقدیر عبارت 'فِيْمَا اَتْلُوْهُ السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ' ہے۔ اسی طرح ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ﴾ (النور:۲) سے پہلے بھی خبر 'فِيْمَا نَقُصُّ عَلَيْكُمْ' محذوف ہے۔ آیت مبارکہ ﴿لَوْ لَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (سبا) میں بھی 'اَنْتُمْ' مبتدأ کے بعد خبر محذوف ہے۔

(iii) مبتدأ یا خبر دونوں میں سے کسی ایک کے محذوف ہونے کا احتمال ہو: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ (یوسف:۱۸)

''پس (میرا معاملہ) صبر جمیل ہے''۔

اس آیت میں اگر ہم ﴿صَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ کو مبتدأ مانیں تو اس کی خبر 'اَجْمَلُ' محذوف ہو سکتی ہے اور اگر ہم ﴿صَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ کو خبر مانیں تو اس کا مبتدأ 'أمری' محذوف ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ﴿طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ﴾ (النور:۵۳) بھی اسی نوع کی مثال ہے جس کی تقدیر عبارت 'طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ اَوْلٰى لَكُمْ مِنْ هٰذَا' یا 'اَمْرُكُمُ الَّذِیْ يُطْلَبُ مِنْكُمْ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ' ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا﴾ (النور:۱) کی تقدیر عبارت 'فِيْمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا' یا 'هٰذِهٖ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا' ہو سکتی ہے۔

(iv) فاعل کا حذف: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ﴾ (القیٰمۃ)

''ہرگز نہیں' جب وہ (رُوح) ہنسلیوں (یعنی حلق کی ہڈیوں) میں پہنچ جائے گی''۔

اس آیت مبارکہ میں 'بَلَغَتْ' فعل کے بعد 'اَلرُّوْحُ' فاعل محذوف ہے۔ آیت مبارکہ ﴿حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾ (صٓ) میں 'تَوَارَتْ' فعل کے بعد 'اَلشَّمْسُ' فاعل محذوف ہے۔ آیت مبارکہ ﴿فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ﴾ (الصّٰفّٰت:۱۷۷) میں 'نَزَلَ' فعل کے بعد 'اَلْعَذَابُ' فاعل محذوف ہے۔ اور ﴿فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ﴾ (النمل:۳۶) میں 'جَاءَ' کے بعد 'اَلرَّسُوْلُ' فاعل محذوف ہے۔

(v) مضاف کو حذف کرنا اور اس کی جگہ مضاف الیہ کو رکھنا: قرآن میں اس کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ (الاسراء/بنی اسراء یل:١١٠)
''اوزا اپنی نماز (میں قراءت) کو اونچا نہ کریں اور نہ ہی اس (کی قراءت) کو پست کریں''۔

اس آیت میں مضاف 'قراءۃ' محذوف ہے اور تقدیر عبارت یوں ہوگی: 'وَلَا تَجْهَرْ بِقَرَاءَةِ صَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِقَرَاءَتِهَا' ۔آیت ﴿حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ﴾ (الانبیاء:٩٦) میں 'سَدٌّ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا﴾ (مریم:٤) میں 'شَعْرٌ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (البقرۃ:١٧٧) میں 'بِرٌّ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ﴾ (الشعراء) میں 'دُعَاء' مضاف محذوف ہے ۔آیت ﴿وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب:٦) میں 'مِثْلُ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ﴾ (آل عمران:١٩٤) میں 'اَلْسِنَةِ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ (الاعراف:٨٥) میں 'اَهْلُ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ﴾ (البقرۃ:٩٣) میں 'حُبَّ' مضاف محذوف ہے۔آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ (المائدۃ:٣) میں 'اَكْلُ' مضاف محذوف ہے ۔آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ﴾ (النساء:٢٣) میں 'نِكَاحُ' مضاف محذوف ہے۔

(vi) <u>مضاف الیہ کا حذف</u>: یہ قرآن میں بہت کم ہے۔اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (البقرۃ:٢٥٣)
''یہ رسول ہیں جن کے بعض کو ہم نے (ان کے) بعض پر فضیلت دی''۔

اس آیت مبارکہ میں دوسرے 'بَعْض' کے بعد ضمیر مضاف الیہ 'هُمْ' محذوف ہے۔ آیت ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ (الروم:٤) میں 'قَبْلُ' اور 'بَعْدُ' کے بعد 'ہ' ضمیر محذوف ہے۔

(vii) <u>مضاف اور مضاف الیہ دونوں کو حذف کرنا</u>: اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾ (الاحزاب:١٩)
''گھومتی ہیں ان کی آنکھیں جیسا کہ (گھومنا اس کی آنکھ کا) جس پر موت کی غشی طاری کی جاتی ہے''۔

اس آیت کی تقدیر عبارت یوں ہوگی'تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَدَوْرَانِ الْعَيْنِ الَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ'۔آیت ﴿مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ (الحشر:۷) سے مراد 'اَمْوَالُ كُفَّارِ اَهْلِ الْقُرٰى' ہے۔آیت ﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ﴾ (طٰہٰ:۹۶) سے مراد'مِنْ اَثَرِ حَافِرِ فَرَسِ الرَّسُوْلِ' ہے۔آیت ﴿فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ (الحج) سے مراد'مِنْ اَفْعَالِ ذَوِيْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ' ہے۔آیت ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ﴾ (الواقعة:۸۲) سے مراد بعض علماء کے نزدیک'بَدَلَ شُكْرِ رِزْقِكُمْ' ہے۔

(viii) جار اور مجرور دونوں کا حذف: اس کی مثال قرآن کی درج ذیل آیت ہے:

﴿خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا﴾ (التوبة:۱۰۲)

''انہوں نے عمل صالح کو خلط ملط کر دیا (برائیوں سے) اور کچھ دوسری برائیوں کو (عمل صالح سے)''۔

اس آیت مبارکہ کی تقدیر عبارت'خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا بِسَيِّئٍ وَاٰخَرَ سَيِّئًا بِصَالِحٍ' ہے۔ آیت ﴿فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ (طٰہٰ) سے مراد'وَاَخْفٰى مِنَ السِّرِّ' ہے۔آیت ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ سے مراد 'اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ' ہے۔

(ix) موصوف کو حذف کرنا: اس کی مثال قرآن کی درج ذیل آیت ہے:

﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ﴾ (الصّٰفّٰت:۴۸)

''اور ان کے پاس نگاہیں نیچی رکھنے والی (حوریں) ہوں گی''۔

اس آیتِ مبارکہ کی تقدیر عبارت یوں ہے:'وَعِنْدَهُمْ حُوْرٌ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ'۔آیت ﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ﴾ (القمر) سے مراد'سَفِيْنَةٍ ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ' ہے۔آیت ﴿وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البیّنة) سے مراد'دِيْنُ الْاُمَّةِ الْقَيِّمَةِ' ہے۔ آیت ﴿اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ﴾ (سبا:۱۱) سے مراد 'دُرُوْعًا سَابِغَاتٍ' ہے۔آیت ﴿وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ (البقرة:۶۲) سے مراد'عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا' ہے۔آیت ﴿وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا﴾ (الانسان/الدھر:۱۴) سے مراد 'وَجَنَّةٌ دَانِيَةٌ' ہے۔آیت ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرة) سے مراد'لِلْقَوْمِ الْمُتَّقِيْنَ' ہے۔آیت ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (سبا) سے مراد 'اَلْعَبْدُ الشَّكُوْرُ' ہے۔

(x) صفت کا حذف: اس کی مثال قرآن کی درج ذیل آیت ہے:

﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ﴾ (هود:٤٦)

''وہ تمہارے (نجات پانے والے) اہل وعیال میں سے نہیں ہے''۔

اس آیت کی تقدیر عبارت یوں ہے: 'لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ النَّاجِينَ'۔ آیت ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ (الكهف) سے مراد 'وَزْنًا نَافِعًا' ہے۔ آیت ﴿يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾ (الكهف) سے مراد 'سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ' ہے۔ آیت ﴿وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ﴾ (الانعام:٦٦) سے مراد 'قَوْمُكَ الْمُعَانِدُوْنَ' ہے۔ آیت ﴿مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الذّٰریٰت:٤٢) سے مراد 'شَيْءٍ سُلِّطَتْ عَلَيْهِ' ہے۔ آیت ﴿قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ﴾ (البقرة:٧١) سے مراد 'الْحَقِّ الْمُبِيْنِ' ہے۔

(xi) <u>معطوف کا حذف</u>: اس سے مراد حرف عطف مثلاً واؤ وغیرہ کے بعد کی عبارت کا محذوف ہونا ہے۔ اس نوع کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ﴾ (النمل:٤٩)

''ہم اس کے اہل وعیال (اور اس) کی ہلاکت کے وقت موجود نہیں تھے''۔

اس آیت کی تقدیر عبارت 'مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَمَهْلِكَهُ' ہے۔

بعض اوقات حرف عطف اور معطوف دونوں ہی محذوف ہوتے ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ﴾ (الحديد:١٠)

''نہیں برابر تم میں سے وہ جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے انفاق کیا اور قتال کیا (اور جنہوں نے فتح مکہ کے بعد انفاق اور قتال کیا)''۔

اس آیت کے بعد 'وَمَنْ أَنْفَقَ مِنْ بَعْدِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ' محذوف ہے۔

(xii) <u>معطوف علیہ کا حذف</u>: اس سے مراد حرف عطف مثلاً واؤ وغیرہ سے پہلے کی عبارت کو حذف کرنا ہے۔ اس نوع کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ﴾ (آل عمران:٩١)

''پس ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان میں سے کسی ایک سے بھی زمین بھر سونا (اگر وہ اس کا مالک ہو) اور اگرچہ وہ اس کو بدلے میں دے''۔

اس آیت مبارکہ کی تقدیر عبارت 'فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا مَلَكَهُ وَلَوِ

اقْتَدٰی بِہٖ' ہے۔ بعض اوقات حرفِ عطف اور معطوف علیہ دونوں محذوف ہوتے ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل آیت ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾

(البقرة:١٨٤)

''پس جو تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو (اور روزہ نہ رکھے) تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے''۔

اس آیت کی تقدیر عبارت 'فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَاَفْطَرَ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ' ہے۔ آیت ﴿اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط فَانْفَلَقَ﴾ (الشُّعراء:٦٣) سے مراد 'اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَضَرَبَ فَانْفَلَقَ' ہے۔

(جاری ہے)

❁❁❁

بقیہ: حکمتِ نبویؐ

تھوڑا سا اس کے گھر بھی بھیج دو''۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہمسائیگی کا معاملہ بڑا حساس ہے۔ اس لیے ایسی حرکت کبھی سرزد نہیں ہونی چاہیے جس سے ہمسائے کو اذیت پہنچتی ہو بلکہ اس کے برعکس ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمسائے کو ہر ممکن طریقے سے نفع پہنچایا جائے۔ ہمسائے کے معاملہ میں جس قدر احتیاط ملحوظ خاطر رکھی جائے کم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا آمَنَ بِيْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يَعْلَمُ بِهٖ))[٦]

''وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا (اور وہ میری جماعت میں نہیں ہے) جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کر رات کو سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکا ہونے کی خبر بھی ہو''۔

---

(٦) رواه البزار والطبرانی فی الکبير۔